مطبوعات

مولانا ابوالکلام آزاد مولفہ جناب مولانا ابوسعید صاحب بزمی، ایم، اے شائع کردہ: اقبال اکیڈمی، بیرون موچی دروازہ، سرکلر روڈ، لاہور۔ گرد پوش، جلد، کاغذ، کتابت، طباعت مناسب۔ صفحات ۱۱۶۔ قیمت ۱۲؍

مولانا آزاد قلم کے شہسوار، اردو کے بلند پایہ ادیب، اور فن خطابت کے ساحر ہونے کی وجہ سے آغاز شباب ہی میں دس کروڑ دلوں پر حکومت کر چکے ہیں۔ مگر "کانگریسی سیاست" میں اپنی پوری شخصیت دیدینے کے بعد احیائے دین کا کام تو چھوٹا ہی تھا "مسلمان قوم" بھی ان سے بگڑ گئی۔ اس ٹریجڈی کے پس منظر میں بزمی صاحب نے مولانا کی بلند پایہ شخصیت پر یہ مقالہ لکھا ہے۔ اس مقالہ کو انھوں نے لکھنا تو تنقید و تبصرہ کی نیت سے چاہا تھا، مگر کر گئے "قصیدہ گوئی" اور قصیدہ کے خطوط پر جو سیرت نگاری ہو وہ لٹریچر میں کسی مفید چیز کا اضافہ نہیں کرتی۔ ان کے مقالہ کو پڑھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بزمی صاحب کبھی تو مسلمانوں سے یہ اپیل کرنا چاہتے ہیں کہ: (۱) موصوف کی قابلیتوں کی وجہ سے قوم ان پر اعتماد کرے اور ان کے پیچھے چلے۔ کبھی یہ کہ (۲) وہ مولانا پر ترس کھائے اور ان کی لغزشوں کو نظرانداز کر دے۔ اور کبھی یہ کہ (۳) ان کی سیاست کو ناپسند بھی کرتی ہو تو ان کی تذلیل نہ کرے۔ شاید وہ یہ تینوں باتیں ہی کہنا چاہتے ہیں۔ مگر اپیل کے پہلے جز سے عقل عام کبھی اتفاق نہیں کر سکتی۔ لیڈرشپ کے لیے محض ذہنی بلندی اور کردار کی مضبوطی ہی دیکھنے کی چیز نہیں ہے۔ بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ ذہن اور کردار کس نصب العین کی خدمت میں مصروف ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ مولانا نہ تو مسلم قوم کے موجودہ نصب العین کا ساتھ دے رہے ہیں، نہ اسلام کے مقصد اعلیٰ ہی کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ اس حال میں نہ "مسلم قوم پرست" ان کی قیادت سے راضی ہو سکتے ہیں، نہ خدا پرست مسلمان مطمئن! اپیل کا دوسرا جز بھی بے معنی ہے اجتماعی تحریکوں کے معاملہ میں چاہنا کہ لوگ کسی بڑے آدمی کا لحاظ کر کے اسکی غلطیوں پر ترس کھائیں، ایک مضحکہ انگیز مطالبہ ہے۔ البتہ تیسرے جز کے ساتھ ہم پورے زور سے متفق ہیں اور مولانا کی توہین و تذلیل کرنیوالوں کا رویہ ہرگز پسند نہیں کرتے جس کی قیادت بھی ناپسندیدہ ہو اس کی پورے زور سے تردید کیجیے اور اس کے اصولوں کے خلاف معقول طریقوں سے شدید جنگ لڑیئے، مگر اس اصولی جنگ کے لیے گالی اور خفیف الحرکتی کے اسلحہ کا استعمال کسی طرح روا نہیں ہے۔

بزمی صاحب کے مقالہ کی یہ خصوصیت خوب نمایاں ہے کہ انداز بیان بہت پر لطف ہے۔ ابوالکلام پر قلم اٹھاتے ہوئے انھوں نے خود ابوالکلام کا رنگ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ پھر چونکہ افسانوی انداز میں سیرت نگاری کی گئی ہے، اس لیے قاری مولانا آزاد کی شخصیت کو بالکل اپنے قریب محسوس کرتا ہے۔

(ن - ص)